بولی وہ کونسی بستی ہے جہاں تھا مسکن — رو کے فرمایا غریب الوطنی اب ہے وطن
باپ کو پوچھا تو بولے شہ بے گور و کفن — کہا ہمدرد ہے کوئی تو کہا طوق و رسن

دلِ کے جلنے کا سبب داغِ پدر بتلایا
اس نے پوچھی جو غذا خونِ جگر بتلایا ؎

سُن کے یہ ابرِ الم ہند کے دل پر چھایا — گئی رانڈوں کے قریں تو اسے رونا آیا
سر جھکائے ہوئے اِک ایک کو روتا پایا — ہاتھ مَل مَل کے خواصوں سے یہ پھر فرمایا

ایسی شہزادیوں کی ہائے یہ توقیریں ہیں
کس کے ماتم کے مرقع کی یہ تصویریں ہیں

سُن کے یہ ہوگئی بیتاب علیؑ کی جانی — تھا یہ نزدیک کہ پیٹے کہے ہے ہے بھائی
مردنی سی رُخِ بانوئے حزیں پر چھائی — اُڑ گیا رنگ مگر آہ نہ لب پر لائی

پر دلِ زار نے سینہ میں نہ آرام لیا
اِک بیک ہائے پسر کہہ کے جگر تھام لیا ؎

جب کئی بار کیا ہند نے زینبؑ سے کلام — منہ کو تکتی تھی مگر تھا اسے حیرت کا مقام
شانِ زہراؑ کی عیاں تھی جو سراپے سے تمام — ہوگیا صاف یقیں ہے یہی ہمشیرِ امام

بولی صدقے تو مجھے ہو نے دو قربان گئی
بس تمہیں حضرت زینبؑ ہو میں پہچان گئی ؎

مرثیہ

آمدِ ہند کا غل عترتِ شبیرؑ میں ہے ؎ شورِ ماتم حرمِ صاحبِ تطہیر میں ہے
دخترِ فاطمہؑ رو پوشی کی تدبیر میں ہے ؎ کہتی ہے جاؤں کہاں پاؤں تو زنجیر میں ہے ؎

ذلت سخت ہے درپیش دُہائی لوگو
ہند آپہنچی مجھے موت نہ آئی لوگو ؎

جا کے دربانوں کو قسمیں دو برائے یزداں ؎ کوئی کھلوائے نہ تم کو لیے قفلِ زنداں
ساتھ کا وقت ہے بچے ہیں ہمارے ناداں ؎ گر نکل جائیں گے تو ہم انہیں ڈھونڈیں گے کہاں

حاکمِ شام کا کل تم پہ عتاب آئے گا
اور ہمارا تو گلا پہلے ہی کٹ جائے گا

منہ جو بالوں سے چھپاؤں تو وہ سمجھے گی غرور ؎ سلطنت پہ ہے وہ نازاں [illegible]
آمد اُس کی کہہ بیٹھے گی یہ ہند ضرور ؎ بی بی زہراؑ ہیں تو جاتی ہیں [illegible]

ایسی غیرت تھی تو بلوے میں نہ آئی ہوتی ؎
حلق پہ اپنے چھری آپ چلائی ہوتی ؎

شرم بازار میں کل تجھ کو نہ آئی بی بی ؎ واں تو گر داغوں کے تھی سر پہ ردا آئی بی بی ؎
تمسخر کے خوف سے گردن نہ جھکائی بی بی ؎ دیکھ کر تجھ کو عبث شکل چھپائی بی بی

ہند جو چاہے گی تڑپا کر مجھے کہہ جائے گی
دخترِ فاطمہؑ منہ دیکھ کے رہ جائے گی ؎

اور جو پہچان کے مجھ پر کیا غل اچھاں ٭ لونڈیاں اسکی قسم کھاکے کرینگی یہ بیان
٭ بی بی کچھ خیر ہے زینب کہاں زندان کہاں ٭ باپ تو عقدہ کشا بیٹی اسیرِ زنداں ٭

چین سے پردے میں اوڑھے ہوئے چادر ہوں گی
ان سے تو فاطمہؑ کی لونڈیاں بہتر ہوں گی ٭

ہوتی زینب تو ستمگار ستاتے ان کو ٭ کلمہ گو بلوے میں اسطرح پھراتے ان کو
صاحبِ قبلہ خرابے میں بٹھاتے ان کو ٭ جن کا قرآں پہ عمل ہے وہ مٹاتے ان کو

بے ردائی ہے تباہی ہے پریشانی ہے
تو یہ تو یہ نبیؐ زادی ہے سیدانی ہے ٭

٭ کسطرح ہند کے آنے سے نہ گھبراؤں میں ٭ بنتِ زہرا ہوں نہ کیوں قید میں شرماؤں میں ٭
کوئی دیوار جو شق ہو تو مفر پاؤں میں ٭ سیدھے ماں جائے کے مقتل کو چلی جاؤں میں

کربلا میں نہ یہ ذلت ہے نہ رسوائی ہے
بے ردا میں ہوں تو بے گور مرا بھائی ہے ٭

بے کسے لاشے کی بلائیں کہوں حالِ زنداں ٭ ہند واں آئی ہے بھائی میں چلی آئی یہاں
تھی یہی خوف کہ گھبرا کے کرے گی یہ بیاں ٭ اے پیمبرؐ کی نواسی تو اسیروں میں کہاں ٭

قابلِ طوق ہوئی قابلِ زنجیر ہوئی ٭
کیا گنہ تجھ سے ہوا کونسی تقصیر ہوئی ٭

سب ستم دیکھے پہ اندوہ اٹھائے نہ گئے ٭ ہند کو خاک بھرے بال دکھائے نہ گئے
قید میں نام بزرگوں کے بتائے نہ گئے ٭ دربدر پھرنے کے احوال سنائے نہ گئے

ملتی کیا ہند سے میں خاکِ عزا تھی سر پہ
نہ تو تم تھے مرے سر پہ نہ ردا تھی سر پہ ٭

کربلا کا جو سنا نام سکینہؑ نے آہ ٭ یک بیک ہو کے کھڑی کہنے لگی بسم اللہ
اچھی میری پھوپی اماں مجھے لینا ہمراہ ٭ میں وہیں پاؤں گی ظالم کے طمانچوں سے پناہ ٭

ضبط اب رونے کا زنہار نہ ہوگا مجھ سے
ننگے سر روز کا دربار نہ ہوگا مجھ سے ٭

آہ بھر کر کہا زینبؑ نے میں تیرے قرباں ٭ کربلائے شہِ مظلوم کہاں اور میں کہاں
طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیرِ گراں ٭ میں ہوں زنداں کے قابل مرے قابل زنداں ٭

بیٹھو صدقے گئی بیٹھو میں کہاں جاؤں گی
بیڑیاں پہنے کسی دن یہیں مر جاؤں گی ٭

میں ہوں بیخود مرے کہنے پہ نہ جاؤ واری ٭ آنے جانے کا کہیں ذکر نہ لاؤ واری
پھوپی کہہ کہہ کے نہ اب شور مچاؤ واری ٭ ہند آتی ہے مری گود میں آؤ واری ٭

غیر ملنے کو جو آتا ہے تو چپ رہتی ہیں
پھوپی کو ایسی جگہ کنیزہ موئی کہتی ہیں ٭

پوچھے گر گھر کو تو آوارہ وطن بتلانا ؛ نام خواہر کا فقط رانڈ دلہن بتلانا

بھائی کو قیدی زنجیر و رسن بتلانا ؛ باپ کو بے سر بے گور و کفن بتلانا ؛

دیکھو غیرت سے میں ہو جاؤں گی پانی پانی

ہند کے آگے نہ تم مانگیو جب پانی پانی ؛

اپنی ناداری پہ رو کر یہ سکینہ نے کہا ؛ جان جاتی ہے پہ نکل جائے تو مانگوں نہ غذا

میں بھی اکبر کی بہن ہوں مجھے غیرت نہیں کیا ؛ اپنے سقہ کیلئے روتی ہوں پانی کیسا

نہ غذا مانگوں گی نے رخت بدن مانگوں گی

بے کفن باپ کا لاشہ ہے کفن مانگوں گی ؛

میں نہیں لینے کی سیپے وہ اگر لائے گی ؛ خاک سمجھوں گی اگر خلعت زر لائے گی

کان دکھلاؤں گی زخمی جو گہر لائے گی ؛ بد دعا دوں گی جو چادر سر پر لائے گی

پوچھا زینب نے کہ کیا رو کے کہا کہہ دوں گی

بابا صاحب کا جو سر دے گی تو میں لے لوں گی ؛

سن کے یہ لوٹ گئے خاک پہ یوں آل عبا ؛ جیسے خنجر کے تلے تڑپے تھے شاہ شہدا

کاٹ کر ڈال دئے تیغ حیا نے اعضا ؛ دم نہ تھا جان نہ تھی ہوش نہ تھا صبر نہ تھا

یوں حرم لوٹتے تھے حکڑے جیسے آ جاتا ہیں

. خفہ . . . . میں ؛

در زنداں پہ قدم ہند نے رکھا ناگاہ ؛ اور باہر سے نقیبوں نے کہا بسم اللہ

لونڈیاں آگے بڑھیں کہتی ہوئی پیش نگاہ ؛ پیچھے دامن لئے ہاتھوں پہ خواصیں ہمراہ

ایک سر پر لئے کرسی زمرد آئی

ایک بغلوں میں لئے تکیہ و مسند آئی

زن حاکم کی یہ حشمت یہ لباس پر زر ؛ اور بانوئے حسین ابن علی ننگے سر

نہ مکاں تھا نہ مدینہ تھا نہ پدر نے شوہر ؛ دونوں سرکاریں لٹیں رہنے کو پایا یہ گھر ؛

خون اکبر کا لگائے ہوئے پیشانی پر

روتی تھی اپنی گرفتاری و حیرانی پر

ہند نے دیکھ کے اندر کی طرف دی یہ صدا ... کس کا

کس کے یوسف کا ہے اس تیغ کے حلقہ میں گلا ؛ کیسی بے قدر ہو تم قدر نہیں اس کی ذرا

کام آخر ہوا اک دم میں یہ دم توڑتا ہے

ایسے بیمار کو تنہا بھی کوئی چھوڑتا ہے ؛